غیر مسلم کی عدالتی گواہی کے بارے میں فقہاء کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical Study of Jurists' Opinions on Non-Muslim Judicial Testimony

Rehmat Din [1]

Dr. Malik Kamran [2]

Abstract:

Human needs are intertwined, so there are times when one person claims a right. but his claim cannot be trusted without any proof for this purpose Islam has prescribed a way for the plaintiff to bring such people before the court to prove his claim and to prove the veracity of his claim.

Allah Almighty has declared testimony to be an honorable position. The rights of the people are attached to the testimony, so the Shariah has set the standard for the qualification of the witness. Testimony is a Shariah command and an act of worship. In this article, the Islamic point of view regarding the judicial testimony of a non-Muslim will be explained in order to illuminate whether the judicial testimony of a non-Muslim is acceptable in Islam or not.

The conditions for acceptance the testimony of a non-Muslim will be stated and the views of Muslim jurists regarding the judicial testimony of a non-Muslim will also be explained.

Keywords: *Shariah, witness, judicial testimony, Human, Qāzī*

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں انسانیت کی راہنمائی کرتا ہے اسلام نے انسانوں کے زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اصول وضوابط اور معیارات مقرر کئے ہیں۔لوگوں کے فرائض کو بیان کرنے ساتھ ساتھ اسلام نے انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے عدالتی نظام قائم کیا اور عدالتی نظام سے متعلقہ تمام ہدایات اور تعلیمات کو واضح کیا ہے گواہی اور گواہی اسلامی نظام کے عدالتی نظام کا اہم اور بنیادی جزو ہے جس پر اسلامی نظام قضاء کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے اسلام میں گواہی کو عبادات میں شمار کیا گیا ہے اور فقہائے اسلام نے اس بارے میں بہت تفصیلات بیان کی ہیں۔ عصر حاضر کی اسلامی ریاستوں کے عدالتی نظام میں غیر مسلم کی گواہی کے بارے میں مسئلہ زیر بحث ہے چونکہ موجودہ قومی ریاستوں میں تمام شہریوں کو بنیادی حقوق کے نام پر برابر تصور کیا جاتا ہے اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں شہریوں کے کردار اور حیثیت کو مذہب کی بنیاد پر محدود کرنے کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس بارے میں فقہائے کرام کی آراء کا جائزہ پیش کیا جائے گا تاکہ اس حوالہ سے قرآن وسنت کی تعلیمات واضح کی جائیں۔

غیر مسلم کی گواہی:

گواہی خالصتاً عبادت ہے اور مقام اعزاز ہے جس کو قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے اور اس سے متعلق قرآن وحدیث میں تفصیلی احکام بھی بیان کئے گئے ہیں اس کے علاوہ گواہی میں ولایت کا معنی بھی ہے کیونکہ گواہی کی بنیاد پر ہی قاضی فیصلہ

1 -PhD Scholar, Department Of Islamic Studies, The University Of Lahore, Lahore

2 - Assistant Professor, Department Of Islamic Studies, The University Of Lahore, Lahore

کرتا ہے اور گواہ کا قول قاضی کے ذریعے مشہود علیہ پر نافذ ہوتا ہے اس بناء پر فقہائے کرام نے غیر مسلم کی گواہی کے بارے میں قرآن وحدیث کی نصوص کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی آراء پیش کی ہیں اور غیر مسلم کی گواہی کو مختلف اقسام کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

غیر مسلم کی گواہی کی اقسام

- غیر مسلم کی گواہی غیر مسلم کے خلاف
- غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف سفر میں وصیت کے معاملے میں
- غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف وصیت کے علاوہ دیگر معاملات میں

غیر مسلم کی گواہی غیر مسلم کے خلاف

غیر مسلم کی گواہی غیر مسلم کے خلاف مقبول وغیر مقبول ہونے میں ائمہ فقہاء کا اختلاف ہے اس بارے میں تین آراء ہیں۔

پہلی رائے

ائمہ ثلاثہ (حنابلہ، شوافع اور مالکیہ) اور احناف میں سے ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک غیر مسلم کی گواہی ہر حال میں غیر مقبول ہے پھر چاہے مشہود علیہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اسی طرح غیر مسلم اہل کتاب ہوں یا کسی اور دین کی اتباع کرنے والے ہوں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ علامہ ابن قدامہ فرماتے ہیں:

أن شهادة أهل الكتاب لاتقبل في شيء على مسلم ولاكافر----الحسن،وابن أبي ليلى، والأوزاعي ومالك،والشافعي،وأبوثورونقل حنبل عن أحمدأن شهادة بعضهم على بعض لم تقبل"[1]

"اہل کتاب کی گواہی کو کسی معاملے میں قبول نہیں کیا جائے گا چاہے وہ گواہی کسی مسلمان کے خلاف ہو یا غیر مسلم کے خلاف ہو"۔

علامہ صدر الدین حنفی فرماتے ہیں کہ ائمہ ثلاثہ، حسن بصری اور امام مزنی کی اہل کتاب کے علاوہ مشرکین کے بارے میں بھی یہی رائے ہے کہ مشرک کی گواہی مسلمان کے خلاف اور مشرک کے خلاف غیر مقبول ہے اور یہی قول امام مالکؒ، امام شافعیؒ، ابی ثور، حسن بصری، امام احمد اور امام مزنی کا بھی ہے"[2]

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک گواہی کے مقبول ہونے کے لئے عادل ہونا بنیادی شرط ہے اور عادل ہونے کے لئے اسلام شرط ہے پس غیر مسلم عادل نہیں ہے جس طرح مسلمان فاسق ہو تو اس کی گواہی فسق کی بناء پر قبول نہیں کی جائے گی اسی طرح کافر کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاسکتی کیونکہ کفر تو فسق سے زیادہ سنگین امر ہے۔

دلائل

1. اللہ تعالیٰ نے گواہی کے باب میں ارشاد فرمایا:

---

[1] ابن قدامة،عبدالله بن احمد،المغنى،مكتبة القاهرة،1968ء ،10/ 166

Ibn e Qudama, Abdullah bin Ahmad, Almughni,Maktab tul Qahira,1968,166/10

[2] صدرالدين عليّ بن عليّ،التنبيه على مشكلات الهداية،تحقيق:أنور صالح,مكتبة الرشدناشرون،المملكة العربية السعودية،الطبعة:الأولى، 2003م،4/ 515

Sadrudin,Ali bin Ali, Altanbih ala Mushkilatil Hidayah, Maktaba AlRushd,2003, 515/4

وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنكُمْ۔[1]

"تم میں سے عادل آدمی گواہی دیں۔"

اس آیت میں مومنین کو مخاطب کرکے دوبنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں پہلا یہ کہ دوعادل آدمی گواہی دیں اور دوسرا یہ کہ وہ تم (مسلمانوں)میں سے ہوں اب کفارنہ توعادل ہیں اورنہ ہی ملت اسلامیہ کافرد ہیں اس لئےان کی گواہی کو قبول نہیں کیاجاسکتا۔مسلمان فاسق ہو تواس کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی جب کہ کفار کے بارے میں تو یہ بات طے ہے کہ وہ عادل نہیں ہیں۔

2. دوسرے مقام پراللہ تعالیٰ نے گواہی کاذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ۔[2]

"تمہارے مردوں میں سے دوآدمی گواہی دیں۔"

اور کفار ہم میں سے نہیں ہیں اس لئےان کا گواہ بننا بھی درست نہیں ہے چاہے وہ گواہی کسی کے خلاف بھی ہو۔اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

3. وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[3]

"اور ہم نےان کے دلوں میں باہم ایک دوسرے کے لئے عداوت اوردشمنی ڈال دی۔"

4. امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کیسےان لوگوں کی گواہی کو قبول کیاجائے جب کہ وہ لوگوں کے بارے میں بھی جھوٹ بولتے ہیں اوراللہ تعالیٰ پر بھی جھوٹ باندھتے ہیں اپنےہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے طرف سے ہے انہی لوگوں کے جھوٹ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں باخبر کیاہے:

هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا۔[4]

"یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ حاصل کریں اس کے ذریعے تھوڑاسا سرمایہ۔"

فاسق کی شہادت پر قیاس

مسلمان جب فسق کاارتکاب کرے تواس کی شہادت کو بالاتفاق قبول نہیں کیاجاتاجب کہ کفر تمام فسق کی جڑ ہےاس لئے غیر مسلم کی شہادت کو قبول نہیں کیاجاسکتا۔

دوسری رائے

غیر مسلم کی گواہی اس صورت میں جائزہے جب شاہداور مشہودعلیہ دونوں کامذہب ایک ہو مثلاًعیسائی کی گواہی عیسائی کے بارے میں توجائزہے لیکن عیسائی کی گواہی یہودی یامشرک کے بارے میں جائز نہیں اسی طرح یہودی کی گواہی یہودی کے حق میں جائزہے لیکن کسی

(1) الطلاق65: 2

Al Talaq, 65:2

(2) البقرۃ2: 282

Albaqrah, 282:2

(3) المائدۃ5: 64

AlMaidah,64:5

(4) البقرۃ2: 79

Albaqrah,79:2

اور کے بارے میں جائز نہیں ہے۔اس مذہب کے قائلین میں امام حسن بصری، حضرت قتادہ، عطاء اور ایک روایت کے مطابق امام زہری بھی ہیں۔ علامہ ابن قدامہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ، حکم، ابی عبید، اور اسحاق کے قول کے مطابق ہر ملت کی گواہی اس کی ملت کے بارے میں قبول کی جائے گی دوسری ملت کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی یعنی یہودی کی گواہی صرف یہودی کے بارے میں قبول کی جائے گی اور عیسائی کی گواہی صرف عیسائی ے بارے میں قبول کی جائے گی ایک ملت کی گواہی دوسری ملت کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی یعنی یہودی کی گواہی عیسائی کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی اور عیسائی کی گواہی یہودی کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی۔

امام زہریؒ اور امام شعبیؒ سے دو روایات ہیں ایک روایت کے مطابق ہر ایک ملت کی گواہی اس کی اپنی ملت کی حد تک قبول کی جائے دوسری ملت کے بارے میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور دوسری روایت کے مطابق تمام کفار ملت واحدہ ہیں اور سب کی گواہی ایک دوسرے کے بارے میں قبول کی جائے گی۔

وعن قتادة، والحكم، وأبي عبيد، وإسحاق: تقبل شهادة كل ملة بعضها على بعض، ولا تقبل شهادة يهودي على نصراني، ولا نصراني على يهودي. وروي عن الزهري، والشعبي، كقولنا، وكقولهم"[1]

ایک ملت کے ماننے والوں کے درمیان عداوت نہیں ہے اس لئے باہم ان کی گواہی کو قبول کیا جائے گا لیکن دوسری ملت کے بارے میں قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ دوسری ملت کے بارے میں ہر ایک ملت کے لوگ عداوت رکھتے ہیں اس لئے اس عداوت کی بناء پر ان کی گواہی کو دوسری ملت کے بارے میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا موقف کی دلیل قرآن کی وہ آیت ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کفار کی باہم عداوت کو بیان کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار کے درمیان بھی باہم عداوت موجود ہے اس لئے ایک ملت کی گواہی دوسری ملت کے بارے میں قبول نہ کی جائے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔[2]

''اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک عداوت ڈال دی''

اور کفار کی مختلف ملتوں کے درمیان عداوت کے ہونے کا اشارہ اس آیت میں بھی موجود ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ۔[3]

اس لئے باہم ان کی گواہی کو ایک ملت یعنی یہود کی یہود کے خلاف اور نصاری کی نصاری کے خلاف گواہی کو قبول کیا جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ابن قدامة،المغنى،10/ 166

Ibn e Qudamah, 166/10

[2] المائدة5: 64

Al Maidah, 64:5

[3] البقرة 2: 113

Albaqrah, 113:2

"لا ترث ملة ملة , ولا تجوز شهادة ملة على ملة إلا شهادة المسلمين فإنها تجوز على جميع الملل-"[1]

''ایک ملت کے ماننے والے دوسری ملت کے ماننے والوں کے وارث نہیں ہوں گے اور ایک ملت کے پیروکاروں کی گواہی دوسری ملت کے پیروکاروں کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی سوائے اہل اسلام کی گواہی کے جو تمام ملت کے ماننے والوں کے خلاف قبول کی جائے گی۔''

مذکورہ بالا تمام آیات اور روایات دوسری رائے کی مؤید ہیں کہ کفار کی ملتوں کے درمیان عداوت ودشمنی پائی جاتی ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں انصاف کے ساتھ گواہی نہیں دیں گے اس لئے عداوت کی موجودگی میں گواہی کو قبول نہ کیا جائے البتہ جہاں عداوت موجود نہ ہو وہاں گواہی کو قبول کیا جائے اور وہ یہی صورت ہے کہ ہر ملت کے افراد کی گواہی اسی ملت کے افراد کے بارے میں قبول کی جائے دوسری ملت کے بارے میں اس کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے۔

تیسری رائے

غیر مسلم کی گواہی غیر مسلم کے بارے میں قبول کی جائے گی چاہے ان کا دین ایک ہو یا مختلف ہو۔یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی گواہی کو ایک دوسرے کے بارے میں قبول کیا جائے گا۔اس رائے کے قائل احناف کے علاوہ نافع مولی ابن عمر، شریح، شعبی، عمر بن عبدالعزیز ثوری، حماد بن ابی سلیمان اور ایک روایت کے مطابق امام زہری ہیں۔علامہ صدرالدین حنفی اس بارے میں فرماتے ہیں:

''مختلف ملت کے افراد کی باہم گواہی کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے پس جو لوگ اہل کتاب کی گواہی کو ایک دوسرے کے بارے میں جائز سمجھتے ہیں ان میں قاضی شریح، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ، زہری، حماد بن ابی سلیمان، امام ثوری اور امام ابو حنیفہ ہیں''[2]

علامہ ابن القاص شافعی فرماتے ہیں:

"وأجازها الكوفي وصاحباه إذا كان عدلًا في دينه. والكفر كله ملة واحدة عند أبي حنيفة.وخالفه أبو يوسف ومحمد"[3]

''احناف کے نزدیک اگر کافر اپنے دین کے مطابق عادل ہو تو اس کی گواہی تمام کفار کے بارے میں قبول کی جائے گی جب کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی رائے اس کے خلاف ہے۔''

امام شافعیؒ کے نزدیک غیر مسلم کی شہادت ہر حال میں مردود ہے اس کے فاسق ہونے کی وجہ سے۔اور احناف کے نزدیک اگر کافر اپنے دین کے مطابق عادل ہو تو اس کی گواہی تمام کفار کے بارے میں قبول کی جائے گی۔البتہ امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے کہ ذمی کی گواہی حربی مستامن کے بارے میں قبول کی جائے گی لیکن مستامن کی گواہی حربی کے بارے میں قبول نہیں کی جائے گی اسی طرح اگر دو حربی ایک ہی دار سے ہوں یعنی دونوں کا وطن ایک ہو تو ان کی گواہی ایک دوسرے کے بارے میں قبول کی جائے گی

---

(1) بیہقی،احمد بن حسین, سنن الکبری،دار الکتب العلمية، بیروت,2003ء، باب من ردشہادۃ اہل الذمۃ،رقم الحدیث:2061
Bahqi, Sunan Alkubra, darul qutab alilmia.bairoot,2003,Hadith 20617

(2) صدرالدین،التنبیہ علی مشکلات الهداية،کتاب الشہادات،4/ 514
Sadrudin, Altanbih, 514/4

(3) ابن القاص، احمد بن ابی احمد، ادب القاضی، مکتبہ الصدیق سعودیہ 1409ھ ،1/ 305
Ibn ul Qaas, Adab ul Qadhi,mukta alsadiqe.saoodia,1409,305/1

لیکن اگر دونوں دار متفرقہ سے ہوں تو باہم ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

دلائل

1. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ۔ (1)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں خیانت نہیں کرتے یعنی ایک دوسرے کی امانت میں خیانت نہیں کرتے چاہے وہ ایک ملت کے پیروکار ہوں یا مختلف ملتوں سے ان کا تعلق ہو۔

2. وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔(2)

"کافر باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں"

کفار کی باہم ولایت اس آیت سے ثابت ہے اور ولایت گواہی سے اعلیٰ رتبہ ہے جب ولایت ثابت ہے تو گواہی بدرجہ اولیٰ ثابت ہے۔

3. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ۔(3)

اللہ تعالیٰ نے سفر میں حاجت کے وقت غیر مسلم کی گواہی کو مسلمانوں کے بارے میں جائز قرار دیا ہے اور کفار کی باہم گواہی کو قبول کرنے کی حاجت زیادہ ضروری ہے کیونکہ ان کے باہمی معاملات اور معاہدات مسلمانوں کے ساتھ معاملات سے زیادہ ہیں اور جہاں معاملات ہوں وہاں پر ظلم کا بھی خطرہ اور امکان زیادہ ہوتا ہے اور مسلمان ان کے معاملات کے وقت ہمیشہ موجود ہوں ایسا محال ہے اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ باہم ان کی گواہی کو قبول کیا جائے ورنہ حقوق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوگا، ظلم بڑھے گا اور فساد فی الارض پیدا ہوگا اس لئے ان کی باہم گواہی کو قبول کرنے کی حاجت سفر میں ایک مسلمان کی حاجت سے زیادہ ہے اگر سفر میں مسلمان کو کوئی مسلم گواہ دستیاب نہ ہو تو ضرورۃً غیر مسلم کو گواہ بنانے کی اجازت دینا اس بات کی دلیل ہے کہ غیر مسلم کی گواہی کو ان کے باہمی معاملات میں قبول کیا جائے۔

4. اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہدؒ اور قتادہؒ کا قول یہ ہے کہ اس آیت میں او آخران من غیر کم سے مراد من غیر المومنین ہے اور آیت کا ظاہر معنی اور مقتضیٰ بھی یہی ہے اس لئے علامہ خصاف فرماتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی وصیت پر غیر مسلم گواہ بن سکتے ہیں تو باہم ان کی گواہی بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی۔

"وقال مجاهد، وقتادة، وابن عباس رضي الله عنهم: من غير المؤمنين---و[في] جواز شهادة الكفار على وصايا المسلمين دليل على جواز شهادة الكفار على وصايا الكفار"(4)

اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان کے درمیان فیصلہ کیجئے اللہ کے حکم کے مطابق۔

---

(1) آل عمران3: 75

Al Imran, 75:3

(2) الانفال8: 73

Al Anfal, 73:8

(3) المائدة5: 105

Al Maidah, 105:5

(4) حسام الدين،شرح ادب القاضى للخصاف،شهادة اہل الكتاب على وصية المسلم،4/ 454

Hassam ud Din, Sharah Adab ul Qadhi, 454/4

5. حدیث میں غیر مسلموں کی باہم گواہی کے قبول کا جواز

" عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللَّهِ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَازَ شَهَادَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ "[1]

''جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے: حضور اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کی گواہی کو باہم ایک دوسرے کے بارے میں جائز قرار دیا۔''

6. سنن ابی داؤد میں روایت ہے:

''فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلم بِالشُهُودِ، فجاؤوا أربعةٌ فَشَهِدُوا أَنهُم رَأوا ذَكَرَهُ فِي فَرجِها مِثلَ المِيلِ فِي المُكحُلَةِ، فَأَمَرَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهِ عَلَيهِ وَسَلم بِرَجْمِهِمَا۔''[2]

''مجالد بن سعیدؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس زنا کے مقدمے میں دو یہودی مرد و عورت کو لایا گیا تو حضور ﷺ نے چار یہودی مردوں کی گواہی پر ان کو رجم کرنے کا حکم فرمایا۔''

یہ بات عقلاً ممکن نہیں کہ کفار کے ہر معاملے میں مسلمان گواہ میسر ہوں اس لئے ہمیں ان کی باہم گواہی کا اعتبار کرنا پڑے گا۔ اور سنت سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی گواہی کو ان کے حق میں قبول کیا ہے۔

راجح مذہب

غیر مسلم کی شہادت کو غیر مسلم کے خلاف قبول کیا جائے یہ رائے دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے۔ دلائل اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ کفار کی گواہی کو باہم قبول کیا جائے۔

1. حضور اقدس ﷺ نے مشہور روایت کے مطابق یہودیوں کی گواہی پر دو یہودی مرد و عورت کو زنا کے مقدمے میں سنگسار کرنے کا حکم نافذ کیا۔
2. امام مالکؒ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ضرورت کے وقت میں غیر مسلم طبیب کی گواہی کو مسلمان کے بارے میں قبول کیا جائے گا جب مسلمان کے بارے میں ایک غیر مسلم طبیب کی گواہی کو قبول کیا جا سکتا ہے تو کفار کی گواہی کو ایک دوسرے کے بارے میں قبول کرنا زیادہ ضروری اور زیادہ لائق ہے۔
3. غیر مسلم کے بارے میں غیر مسلم کی گواہی کو ناقابل قبول قرار دیا جائے تو اس سے مسائل اور دشواریاں پیدا ہوں گی کیونکہ یہ عقلاً بھی ممکن نہیں ہے کہ غیر مسلم اپنے تمام نزاعات میں مسلم گواہوں کا بندوبست اور اہتمام کر سکیں جس کی وجہ سے غیر مسلم شہریوں کو انصاف کی فراہمی ختم ہو جائے گی۔

غیر مسلم کی گواہی مسلمان کی وصیت پر سفر کی حالت میں

جب مسلمان سفر کی حالت میں ہو یا کسی غیر مسلم ملک میں تجارت، تعلیم یا علاج وغیرہ کی غرض سے موجود ہو اور مرض الموت

---

(1) ابن ماجة،السنن ، مكتبه دار السلام ،الرياض، 2004ء،باب شهادة اهل الكتاب بعضهم علىٰ بعض،رقم الحديث:2374

Ibn Maja, Sunan,alsunan,mktaba darulislam,alriaz,2004, Hadith 2374

(2) ابو داؤد،سليمان بن اشعث ،السنن،مكتبه دارالسلام ،الرياض، 2004 ء،كتاب الحدود، باب رجم اليهوديين رقم الحديث:4452

Sunan Abi Daud, alsunan, mktaba darulislam,alriaz,2004 Hadith 4452

کا شکار ہو جائے اور (کسی کی امانت کو واپس کرنے کے حوالے سے یا اپنے مال میں کسی سے متعلق) وصیت کا ارادہ کرے اور مسلمان گواہ موجود نہ ہوں صرف غیر مسلم موجود ہوں تو کیا وہ غیر مسلموں کو اپنی وصیت پر گواہ بنائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے اور فقہاء کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے

پہلی رائے یہ کہ سفر کی حالت میں جب مسلمان گواہ دستیاب نہ ہوں تو غیر مسلم کو مرض الموت میں وصیت پر گواہ بنانا جائز ہے۔ یہ رائے حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ، قاضی شریح، سعید ابن مسیب، امام ابو حنیفہ، امام احمد اور اہل ظواہر کی ہے[1]

علامہ شرف الدین فرماتے ہیں:

"رجال أهل الكتاب بالوصية في السفر ممن حضر الموت من مسلم وكافر عند عدم مسلم فتقبل شهادتهم في هذه المسألة فقط"[2]

کسی مسلمان کو حالت سفر میں موت آن پہنچے اور کوئی مسلم گواہ میسر نہ ہو تو صرف اس مسئلہ میں غیر مسلم کی گواہی کو مسلمان پر قبول کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اس گواہی کو قبول کیا ہے۔

دلائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔''[3]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر غیر مسلم کی گواہی کو وصیت کے معاملے میں جائز قرار دیا اور قرآن کریم کے کسی بھی حکم کے آجانے کے بعد انکار کی کوئی وجہ اور تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

"وقال مجاهد، وقتادة، وابن عباس رضي الله عنهم: من غير المؤمنين"[4]

رسول اللہ ﷺ نے وصیت کے معاملے میں غیر مسلم کی گواہی کو قبول بھی کیا ہے جیسا کہ سنن ابی داؤد کی روایت سے ثابت ہے:

"عن الشعبي، أن رجلا من المسلمين حضرته الوفاة بدقوقا هذه ولم يجد أحدا من المسلمين يشهده على وصيته، فأشهد رجلين من أهل الكتاب، فقدما الكوفة، فأتيا الأشعري، فأخبراه، وقدما بتركته ووصيته، فقال الأشعري: هذا أمر لم يكن بعد الذي كان في عهد رسول الله ﷺ -، فأحلفهما بعد العصر بالله: ما خانا ولا كذبا ولا بدلا ولا كتما ولا غيرا، وإنها لوصية الرجل وتركته فأمضى شهادتهما"[5]

---

(1) محمدر أفت عثمان،النظام القضائی فی الفقه الإسلامی،دار البیان،طبع ثانی، 1994م,336

M.Rafit Othman, Alnizam Al Qadhai fil fiqh il Islami,Darul Bayan,1994, 336

(2) شرف الدین،الحجاوی،موسی بن أحمد بن موسی،الإقناع فی فقه الإمام أحمدبن حنبل، ،دارالمعرفة بیروت،4/ 436

SharfuDin Alhijavi, Musa bin Ahmed, Aliqnah fi Fiqh il Imam Ahmed,Darul Marifa Bairoot, 436/4

(3) المائدة5: 106

Al Maida, 106:5

(4) حسام الدین،شرح ادب القاضی،4/ 454

Hassam ud Din,Sharah Adabul Qadhi, 454/4

(5) ابوداؤد،السنن،رقم الحدیث:3605

دوسری رائے

دوسری رائے یہ کہ غیر مسلم کی گواہی کو مسلمان کے حق میں یا خلاف کسی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا چاہے اس کی گواہی سفر کی حالت میں وصیت سے متعلقہ امور سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ غیر مسلم گواہی کے بیان کردہ معیارات پر پورا نہیں اترتا۔اس رائے کے قائلین میں حسن بصری، امام زہری اور امام مالک ہیں۔(1)

علامہ ابن فرحون مالکی فرماتے ہیں کہ کسی ضرورت کے تحت کیونکہ گواہی کا اہل وہی ہے جو معیار گواہی کے مطابق ہوا گر معیار گواہی پر مسلمان بھی پورا نہ ہو تو اس کی گواہی بھی مردود ہے۔

''ولاتجوزشهادة أهل الذمة على شيء من أمورالمسلمين في مذهب مالك لافي وصية(2)

''غیر مسلم کی گواہی کو مسلمان کے خلاف کسی بھی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا نہ توسفر کی حالت میں وصیت کے معاملے میں اور نہ ہی حضر کی حالت میں''

علامہ قزوینی شافعی فرماتے ہیں:

''کافر کی گواہی کو کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا چاہے وہ گواہی کافر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو''(3)

دلائل

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنكُمْ۔(4)

''اور تم میں سے دو عادل آدمی گواہی دیں۔''

گواہی کے قبول کے بارے میں آیت کا اصول یہ بتلاتا ہے کہ شاہد مسلمانوں میں سے ہو اور عادل ہو کفار ہم میں سے بھی نہیں ہیں اور عادل بھی نہیں کیونکہ عدالت کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا ضروری ہے اور کفر اللہ تعالیٰ کے احکام کے انکار کا نام ہے۔دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا۔''(5)

''اللہ کفار کو مسلمانوں پر کوئی سبیل نہیں دے گا۔''

اور سبیل کا مطلب ہے حجت اور شاہد مشہود علیہ پر حجت اور دلیل ہوتا ہے اور کفار کی گواہی کو تسلیم کرنا مسلمان پر اس کے حجت ہونے کو تسلیم

Abu Daud, AlSunan, Hadith 3605

(1) النظام القضائی فی الفقہ الاسلامی، 337

Al Nizam Al Qadhai,337

(2) ابن فرحون،ابراہیم بن علی بن محمد ،تبصرة الحکام،مکتبة الکلیات الازہریہ،طبع اول، 1986م 1/ 221

Ibn e Farhoon, Ibrahim bin Ali bin Muhamad, Tabsiratul Hukam, Maktaba Alkuliyat

(3) قزوینی،عبدالکریم بن محمد،العزیز شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر،دار الکتب العلمیہ ،بیروت، 1417،3ء /13

Qazveni,Abdul Karim bin Mohammad, Alaziz Sharhul wajiz al maroof Alshar hul Kabir,13/3

(4) الطلاق65: 2

Al Talaq,65:2

(5) النساء4: 141

Al Nisa, 141:4

کرنا ہے جو کہ مذکورہ بالا آیت کے مضمون کی نفی ہے اس لئے مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

جب فریق اول کی دلیل کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس آیت میں ''من غیر کم'' سے مراد ''من غیر قبیلتکم'' ہے کافر مراد نہیں ہیں یعنی اگر موصی کے قبیلے کے افراد موجود نہ ہوں تو دوسرے قبیلے کے لوگوں کو گواہ بنا لیا جائے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے لہٰذا اس آیت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

راجح قول

فریق اول کی رائے دلائل کے اعتبار سے قوی ہے کیونکہ جب کسی مسئلے میں قرآن کی آیت موجود ہو تو وہ سب سے قوی دلیل شمار ہوتی ہے جب قرآن کی آیت میں کسی امر کو جائز قرار دیا ہو تو اس کے خلاف رائے قائم کرنے کی نہ اجازت ہے اور نہ کوئی وجہ۔ اور مذکورہ آیت میں جب واضح طور پر سفر کی حالت میں وصیت کے معاملے میں غیر مسلم کی گواہی کی اجازت دی گئی ہے۔ اور من غیر کم سے من غیر قبیلتکم مراد لینا یہ خلاف ظاہر ہے کیونکہ آیت میں خطاب مومنین کو ہے نہ کہ کسی خاص قبیلے کو۔ اور مومنین کا غیر کافر ہے نہ کہ مسلمانوں سے ہی کوئی قبیلہ اس لئے اس آیت سے من غیر قبیلتکم مراد لینا بہت بڑی اور واضح غلطی ہے۔ اور اس آیت کو منسوخ قرار دینے کا دعوی بھی باطل معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ سورۃ مائدہ تمام سورتوں میں نزول کے اعتبار سے آخری سورت ہے جس پر حضرت عائشہؓ کی روایت قوی دلیل ہے:

> ''حضرت جبیر بن نفیر فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم نے سورۃ مائدہ پڑھی ہے تو میں نے کہا کہ ہاں تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی پس تم اس سورت میں جس چیز کو حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو حرام پاؤ اس کو حرام جانو''[1]

اور اس سورت میں وصیت پر غیر مسلم کی گواہی کے جواز کے احکام نازل ہوئے ہیں پس حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق اس سورت میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہے وہ حلال ہیں ان میں کسی بھی قسم کا نسخ واقع نہیں ہوا اس لئے غیر مسلم کی گواہی حالت سفر میں مسلمانوں کی وصیت کے معاملے میں جائز ہے اور اس کو قبول کرنے میں کسی بھی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے۔

وصیت کے علاوہ غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف

وصیت کے علاوہ دیگر امور میں غیر مسلم کی گواہی کے بارے میں امت کے فقہاء کا اجماع ہے کہ غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی۔ جس پر مختلف علماء نے اس پر اپنی کتب میں اجماع نقل کیا ہے۔ علامہ ابن حزم فرماتے ہیں:

> **''واتفقوا على قبول شاهدين مسلمين عدلين''**[2]

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ گواہی صرف مسلمان اور عادل گواہوں کی قبول کی جائے گی یعنی مسلمانوں میں سے بھی صرف ان لوگوں کی گواہی قبول ہوگی جو عادل ہوں گے اس کے علاوہ کسی کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ اگر مشہود علیہ مسلمان ہو تو گواہی کی پہلی شرط اسلام ہے۔ علامہ ابن القاص فرماتے ہیں:

---

(1) شوکانی،محمدبن علی بن محمد،نیل الاوطار، دارالحدیث مصر، س ن، رقم الحدیث3921
Shokani, Mohd bin Ali, Nail lul Autar,Darul Hadith, Egypt Hadith 3921

(2) ابن حزم علی بن احمد،مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات،کتاب الاقضیۃ،دارلکتب العلمیہ، بیروت52
Ibn e Hazm,Zahiri, Ali bin Ahmed, Maratib ul Ijmah, Darul Kitab Bairoot,52

"واتفق الشافعي ومالك والكوفي على أن شهادة الكافر على المسلم مردوده"[1]

"امام شافعی، امام مالک اور اہل کوفہ یعنی احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان کے خلاف غیر مسلم کی گواہی مردود ہے۔"

فقہاء کرام کے نزدیک کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف قابل قبول نہیں ہے صرف غیر مسلم کی گواہی مسلمان کے خلاف وصیت کے معاملے میں قبول کرنے یا نہ کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے اس کے علاوہ دیگر امور میں غیر مسلم کی گواہی کے مسلمان کے خلاف مردود ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ائمہ اربعہ کا مسلک اس بارے میں واضح ہے کہ غیر مسلم کی گواہی کو مسلمان کے بارے میں قبول نہیں کیا جائے گا حتیٰ کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تو غیر مسلم کی گواہی غیر مسلم کے بارے میں بھی قبول نہیں کی جائے گی جب ایک غیر مسلم کے بارے میں گواہی قبول نہیں کی جاسکتی تو ایک مسلمان کے بارے میں غیر مسلم کی گواہی کو رد کرنا زیادہ لائق ہے کیونکہ اسلام اور اس کی پیروکاروں شان تمام ادیان اور ان کے متبعین کے مقابلے میں اعلیٰ ہے اس لئے غیر مسلم کی گواہی کا مسلمان کے بارے میں رد ہونا زیادہ راجح ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے سفر میں وصیت کے معاملے میں غیر مسلم کی گواہی کو جائز قرار دیا ہے اس لئے صرف اس معاملے میں غیر مسلم کی گواہی کو قبول کیا جائے گا"[2]

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔"[3]

ان آیات کا شان نزول یہ ہے: "بدیل بن ابی مریم کی دوران سفر موت کا وقت آگیا اور وہ سرزمین ایسی تھی جہاں کوئی مسلمان موجود نہ تھا جسے وہ وصیت کرتا اس نے اپنے سامان کی فہرست بنا کر سامان میں رکھی اور اپنا سامان تمیم داری اور عدی و سپرد کیا (جو نصرانی تھے) اور وصیت کی کہ وہ سامان اس کے ورثاء کے حوالے کر دیا جائے ورثا نے چاندی کا پیالہ گم پایا (تمیم داری کہتے ہیں ہم نے وہ پیالہ سامان میں سے نکال لیا تھا اور ایک ہزار درہم کا فروخت کر کے اس کی آدھی آدھی قیمت باہم تقسیم کر لی تھی) ورثاء نے سامان کی بابت حضرت تمیم اور عدی سے پوچھا تو انہوں نے انکار کر دیا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پہنچا تو آپ نے تمیم اور عدی سے قسم لی بعد میں وہ پیالہ مکہ میں ملا تو ان لوگوں سے جب اس جام کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ پیالہ ہم نے تمیم داری اور عدی سے خریدا ہے اس نوجون کے ورثاء میں سے دو آدمی کھڑے ہوئے اور اس امر کی گواہی دی کہ یہ پیالہ ان کے رشتے دار کا ہے اس بارے میں قرآن کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں"[4]

غیر مسلم کی گواہی کے بارے میں علامہ ابن قیم کی رائے

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی شہادت ضرورت کے تحت مسلمانوں کے معاملات میں قبول کی جائے گی جب کوئی مسلمان

---

[1] ابن القاص،ادب القاضی1/ 305

Ibn Qaas,Adab ul Qazi, ,305/1

[2] ابن فرحون،تبصرة الحكام،1/221

Ibn e Farhoon,Tabsira tul Hukaam,221/1

[3] المائدة5: 106

Almaidah, 106:5

[4] ابن كثير،اسماعيل بن عمر تفسير القرآن العظيم،دارطيبه للنشروالتوزيع،س ن، سورة المائدة،3/218

Ibn e Kasir, Abul fida Ismail bin omer, Tafseer Al Quran al Azeem,Dar Tayaba,218/3

گواہ دستیاب نہ ہو جیساکہ وصیت کے معاملے میں قرآن نے غیر مسلم کی شہادت کو قبول کرنا جائز قرار دیا ہے اس کی حکم کی علت یہ ہے ضرورت ہے اب یہ علت جہاں بھی پائی جائے گی غیر مسلم کی شہادت کو جواز ثابت ہو گا چاہے سفر ہو حضر ہو یا کوئی اور معاملہ ہو جہاں مسلم گواہ دستیاب نہ ہوں جس کا جواز بعض صورتوں میں امام مالک کے ہاں بھی ثابت ہے۔

"یقوله أصحاب مالك، وهم یجیزون شهادة طبیبین کافرین حیث لا یوجد طبیبٌ مسلم-"[1]

"مالکیہ کے نزدیک کافر طبیب کی گواہی کو مسلمان کے بارے میں قبول کیا جائے گا اگر کوئی مسلمان طبیب موجود نہ ہو"

اس جواز کو نقل کرتے ہوئے علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ غیر مسلم کی گواہی کے جواز اور عدم جواز کی علت ضرورت ہے جہاں ضرورت ہو یعنی مسلم گواہ دستیاب نہ ہو وہاں غیر مسلم کی گواہی کو قبول کیا جائے۔

خلاصہ بحث

گواہی کا جو معیار قرآن کریم اور سنت نبویہ میں بیان ہوا ہے وہ صاف اور واضح ہے کہ غیر مسلموں کی گواہی کو ان کے باہمی معاملات میں قبول کیا جائے اس کے علاوہ مسلمان کے خلاف ایک صورت یعنی سفر کی حالت میں وصیت کے معاملے میں قبول کیا جائے کیونکہ قرآن میں اس بات کو صاف بیان کیا گیا ہے اور حضور ﷺ نے اس صورت میں گواہی کو قبول کیا ہے جب قرآن وسنت میں کسی امر کو واضح کر دیا جائے تو اس بارے میں کسی اجتہاد کی گنجائش باقی نہیں رہتی البتہ اس کے علاوہ دیگر معاملات میں مسلمان کے بارے میں گواہی کے قبول کرنے کے لئے گواہ کا مسلمان اور عادل ہونا ضروری ہے اگر کوئی مسلمان عادل نہ ہو تو اس کی گواہی کے غیر مقبول ہونے پر قرآن وسنت اور ائمہ فقہاء متفق ہیں اور کافر جو کہ افسق الفساق اور تمام گناہوں کا مرتکب ہے اس کی گواہی کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ گواہی عبادت اور مقامِ اعزاز ہے اور عبادت کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے اور اعزاز کا معیار بھی قرآن کریم میں تقویٰ ہے جب کہ غیر مسلم ان دونوں صفات سے عاری ہے اس لئے اس کی گواہی کا مسلمان کے خلاف غیر مقبول ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہے اور یہ امر عقل کے تقاضوں کے عین مطابق، قرینِ قیاس اور انصاف کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے اساس بھی ہے عدل وانصاف کا جو معیار قرآن وحدیث میں بیان کیا ہے وہ انسانیت کی فطری ضرورتوں کے مطابق ہے عدل وانصاف کی فراہمی میں شک وشبہ پیدا کرنے والے تمام راستوں کو شریعت نے مسدود کر دیا ہے جس طرح فسق کے باوجود مسلمان کو نظام عدل کا حصہ بنانا عدل کو مشکوک بناتا ہے اسی طرح کفر بھی نظام عدل میں شکوک شبہات کو جنم دیتا ہے اس لئے اسلام نے دونوں راستے بند کر دیے ہیں اور دونوں کی گواہی کو قبول نہیں کیا۔ اور ضرورت کو علت قرار دیتے ہوئے غیر مسلم کی شہادت کو ہر معاملے میں جائز قرار دینا قرآن وسنت اور قیاس کے تقاضوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ جہاں قرآن وحدیث میں جواز بیان کیا گیا ہے حکم کو صرف اسی امر تک محدود رکھا جائے۔

---

(1) ابن قیم،محمدبن ابی بکر،الطرق الحکمیة فی السیاسة الشرعیة،تحقیق محمدجمیل غازی،مطبعةالمدنی،قاہرہ، س ن 1/504
Ibn e Qayam,Mohd bin Abi Bakr,Al Turq ul Hkmiya fi Sayassah AlShariya, Matbah AlMadni,Qahira,504/1